149174 - رمضان المبارك ميں دن كے وقت غير مسلم ملازمين كو كھانا پيش كرنا

سوال

ايك شخص كى زمينيں ہيں اور اس كے پاس غير مسلم ملازمين ہيں، انہوں نے رمضان المبارك ميں دن كے وقت كھانا لانے كا مطالبہ كيا ہے، وگرنہ كام نہيں كرينگے، اور بالفعل اس شخص نے انہيں رمضان ميں دن كے وقت كھانا لا كر ديا، برائے مہربانى آپ كى اس عمل كے بارہ كيا رائے ہے ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ:

مسلمان شخص كے ليے غير مسلم ملازمين لانا مناسب نہيں ہے، اور اسے ايسا نہيں كرنا چاہيے، بلكہ اسے چاہيے كہ وہ غير مسلم ملازمين كو مت لائے؛ كيونكہ غير مسلم كو لانا انسان كے ليے نقصاندہ ہو سكتا ہے، يہ اس كى جان كے ليے بھى اور اس كے عقيدہ اور اخلاق كے ليے بھى نقصاندہ ہے.

اور پھر اس كى اولاد اور گھر والوں كے ليے بھى نقصاندہ ہے اور خاص كر گھريلو ملازمات اور خادم غير مسلم ہوں تو يہ شديد خطرناك ہيں.

لہذا كام كاج كے ليے يا پھر گھر ميں بچوں كى تربيت اور كام كے ليے صرف مسلمان ملازمات ہى ركھنے چاہييں، اور اسى طرح مرد بھى غير مسلم مت لائيں، بلكہ مسلمان ملازمين ہى طلب كيے جائيں نا كہ غير مسلم كيونكہ غير مسلم بہت نقصاندہ ہيں.

اور اس ليے بھى كہ ان كا عقيد اور اخلاق مسلمان كے عقيدہ اور اخلاق سے عليحدہ ہے، لہذا ان كے شر و برائى سے بچتے ہوئے اپنے ملك ميں غير مسلم ملازمين كو نہ لايا جائے تا كہ غير مسلموں كے ساتھ اختلاط نہ ہو.

اور يہ بھى ہے كہ اس جزيرہ عرب ميں جائز نہيں كہ يہاں دو دين ہوں، يہاں صرف ايك ہى دين رہ سكتا ہے، اور يہ خادم اور ملازمين ہو سكتا ہے اپنے كام كاج كى بنا پر طويل عرصہ رہيں اس ليے جزيرہ عرب ميں غير مسلمانوں كو لانا جائز نہيں؛ كيونكہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا فرمان ہے:

" یہود و نصاری کو جزیرہ عرب سے نکال باہر کرو "

اور دوسری روایت میں ہے:

" مشرکوں کو جزیرہ عرب سے نکال دو "

اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی موت کے وقت یہی وصیت فرمائی تھی، اس لیے مسلمان شخص کے لیے جائز نہیں کہ وہ مسلمان مرد و عورت کے علاوہ کسی اور کو کام کاج کے لیے لائے، اس جزیرہ عرب میں غیر مسلم کو نہیں لایا جا سکتا...

جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ اس جزیرہ عرب میں غیر مسلم شخص کو نہیں لایا جا سکتا؛ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں سے مشرکوں اور یہود و نصاری کو نکالنے کا حکم دیا ہے، اور اس میں صرف ایک ہی دین باقی رہے کیونکہ یہ دین اسلام کا منبع ہے.

اور اس لیے بھی کہ اللہ تعالی کے بعد مسلمانوں کی اس جزیرہ عرب سے امیدیں وابستہ ہیں، وہ اس کی اقتداء کرتے ہیں اس لیے جب یہاں غیر مسلم لائے جائینگے تو یہ باقی علاقوں کے مسلمانوں کے لیے بھی غیر مسلم ملازمین لانے کی چابی ہو گی، اور اس طرح غیر مسلموں کے ساتھ اختلاط ہوگا جو سب مسلمانوں کے لیے نقصاندہ ہے.

رہا مسئلہ انہیں کھانا پیش کرنا اور لا کر دینے کا تو اس کے بارہ میں گزارش ہے کہ:

اگر وہ غیر مسلم ہیں اور چاہتے ہیں کہ انہیں رمضان میں کھانا پیش کیا جائے تو مسلمان شخص اس میں ان کا تعاون مت کرے، اگرچہ کافر روزہ رکھ بھی لیں تو ان کا روزہ صحیح نہیں ہوگا، لیکن وہ شریعت کی فروعات کے مخاطب ضرور ہیں.

اس لیے جب وہ شریعت کے مخاطب ہیں تو پھر شریعت مخالف امور میں ان کی معاونت نہیں کی جائیگی، بلکہ انہیں نصیحت کی جائیگی اور ان کی راہنمائی کی جائیگی ہو سکتا ہے وہ مسلمان ہو جائیں.

اس لیے انہیں اسلام کی دعوت دی جائیگی، اور انہیں خیر و بھلائی کی دعوت دی جائے ہو سکتا ہے وہ قبول کر لیں تو انہیں بھی مسلمانوں کی طرح اجروثواب حاصل ہو:

فرمان نبوی ہے:

" جس کسی نے بھی کسی خیر و بھلائی کی طرف دعوت دی تو اسے بھی عمل کرنے والے کے مثل ثواب حاصل ہوگا "

اور فرمان نبوی ہے:

" اگر اللہ تعالی تیری وجہ سے ایك شخص کو ہدایت دے دے تو یہ تیرے لیے سرخ اونٹوں سے زیادہ بہتر ہے "

اس لیے اگر وہ انکار کریں تو پھر وہ اپنے لیے کھانا خود ہی تیار کریں، اس طرح کے امور میں وہ خود اپنی ضرورت پوری کرینگے ہو سکتا ہے وہ اس سے متاثر ہو کر ہی مسلمان ہو جائیں وگرنہ ان کے ساتھ ملازمت کا عقد ختم کر دیا جائے، اللہ تعالی ان سے افضل ملازم دےگا، اس لیے ان کے ساتھ تساہل مت کیا جائے چاہے وہ ملازمت اور کام ترك کرنے کا مصمم عزم بھی کر لیں، الحمد للہ وہ چھوڑ دیں گے تو اللہ تعالی ان سے بہتر لائیگا.

اس طرح کے معاملات میں ان کی معاونت بالکل نہیں کرنی چاہیے، لہذا مسلمان شخص کو رمضان المبارك میں دن کے وقت روزے کی حالت میں کھانے پینے کے معاملات میں ان کی مدد نہیں کرنی چاہیے چاہے وہ کافر ہوں یا فاسق قسم کے مسلمان جو روزے رنہیں رکھتے.

نہ تو رمضان المبارك میں کھانے پینے کے معاملہ میں ان کی مدد کی جائے، اور نہ ہی اللہ کی حرام کردہ اشیاء میں وہ خود ہی کریں اور اپنی ضروریات کی اشیاء خود خریدیں " انتہی

فضيلة الشيخ عبد العزيز بن باز رحمہ اللہ .